رحیم گل: شخصیت اور تصانیف کا جائزہ

عتیق الرحمٰن

Atiq ur Rehman,

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Rahim Gull not only provided his armed services to Pak Army but he also worked in the fields of film making, film directions and criticism. His life remained full of services of literature and stood prominent among his contemporaries. In this artical, the study of his personality and books is given.

رحیم گل پاک فوج کی ایک مایہ ناز ادبی شخصیت ہے۔انھوں نے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد کہانی نویس اور ہروڈیوسر کی حیثیت سے پاکستان کی فلمی صنعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

> ''صوبیدار رحیم گل صوبہ سرحد میں کوہاٹ کے قریب ایک گاؤں شکر درہ میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے (یہ وہ تاریخ ہے جو رحیم گل نے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۲مئی ۱۹۸۵ء میں شائع شدہ اپنے ایک انٹرویو میں بتائی اور ان کی تاریخ پیدائش مختلف دستاویزات کے مطابق ۲۱ سے ۲۹مئی تک پھیلی ہے)ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۴۱ء میں بطور ریکروٹ بھرتی ہوئے۔فوج میں رہتے ہوئے میٹرک کی۔تقسیم پاکستان کے بعد MOD'C سے وابستہ ہوگئے جہاں جلد ہی جونیئر کمیشنڈ آفیسر ہوگئے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔''(۱)

خیبر پختونخوا صوبہ سرحد کی سرزمین ہر لحاظ سے زرخیز ہے۔اس دھرتی نے اگر فن حرب میں کمال رکھنے والوں کو جنم دیا تو مہمان نوازی کی لازوال داستانیں رقم کرنے میں بھی پیچھے نہ رہی ایک طرف تہذیب وتمدن کے چشمے اس کی کوکھ سے پھوٹے تو دوسری طرف ادب کو جلا دینے والے ادیب اس کی گود میں پلے بڑھے۔پاک فوج کا ہونہار سپوت رحیم گل بھی اسی دھرتی سے تعلق رکھتا ہے اس نے اپنی رومان پسندی کی وجہ سے اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔رحیم گل محبت کرنے والے انسان تھے۔انھوں نے پوری زندگی محبت کا درس دیا ہے وہ کہتے ہیں:

> ''میرے نزدیک محبت ایک نیکی ہے عورت سے محبت، مرد سے محبت، بچے سے محبت، جانور سے محبت اور پھولوں سے محبت یہی میری سرشت ہے اور میں اسی سرشت کے ساتھ زندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔''(۲)

انہوں نے ساری زندگی محبتوں کے دیے جلائے رکھے اپنی سوانح عمری میں دس محبوباؤں رام پیاری، فیروزہ، زارنیہ،

تن تارارا،حس سارا، گیتا،فہمیدہ،شمسہ،سلطانہ،اورراشدہ،(دوسری بیوی) کا ذکر بڑے فخر سے کرتے ہیں:

''آدمی کوآدمی سے محبت کرنے کا حق ہے محبت کوکسی ذات،شخصیت اور کسی قبیلے کے لیے محدودومخصوص نہیں کیا جاسکتا ہے۔محبت کی کوئی سرحدنہیں ہوتی۔محبت کی اپنی زبان ہوتی ہے۔اپنی پہچان ہوتی ہے۔''(۳)

رحیم گل کی ادبی زندگی کا آغاز افسانہ''کالی سڑک'' سے ہوا یہ افسانہ ایک فوجی اخبار میں چھپا جس کے مدیر''کیپٹن بابر'' تھے۔انہوں رحیم گل کے لیے ایک خط میں لکھا:

''اگر یہ نقش اول ہے تو نقش ثانی خدا جانے کیا ہوگا۔اگر آپ نے افسانوی مشق ترک کردی تو یہ اردو ادب پر ظلم عظیم ہوگا۔''(۴)

نثر لکھنے میں ان کو کمال حاصل تھا۔نثر لکھنے کی وجہ سے وہ''پاک ٹی ہاؤس لاہور''میں نثری شاعر کے نام سے مشہور تھے اس بارے میں ڈاکٹر اجمل یوں رقم طراز ہیں:

''رحیم گل نثر میں بے انتہا مہارت رکھتے تھے۔لاہور کے کافی ہاؤس (پاک ٹی ہاؤس) میں نثری شاعر کے نام سے پکارے جاتے تھے۔''(۵)

انھوں نے کئی اصناف میں طبع آزمائی کی اوراپنی ذہانت،ادب فہمی اور فنکاری کی دھاک جمائی۔انہوں نے ناول، افسانے،ڈرامے خاکے اور فلمی کہانیاں لکھیں لیکن ناول سے انھیں خصوصی شغف تھا۔روسی ناول نگاروں کوشوق سے پڑھتے تھے۔ ان کی اپنی وجہ شہرت بھی ناولوں کی وجہ سے ہے انھوں نے کل چھے ناول لکھے جن میں''تن تارارا''۱۹۷۱ کے علاوہ''پیاس کا دریا'' (مکتبہ عالیہ لاہور۱۹۷۳ء)،''زہر کا دریا''(۱۹۷۳ء)لاہور،وہ اجنبی دنیا(۱۹۷۷ء)لاہور،''جنت کی تلاش''(۱۹۸۱ء)لاہور، ''وادیٔ گماں میں''(۱۹۸۴ءلاہور) شامل ہیں اس کے علاوہ ایک خاکوں کا مجموعہ پورٹریٹ کے نام سے۱۹۷۹ء میں پشاور سے چھپ چکا ہے۔

رحیم گل کا پہلا ناول''تن تارارا'' ہے اس میں جب رحیم گل جاپانی فوج کے چنگل سے آزاد ہوئے تو انھوں نے واپسی میں ایک لڑکی کی جان بچائی۔جس کی جان بچائی اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام تن تارارا تھا۔وہ لڑکی رحیم گل پر فریفتہ ہوگئی۔رحیم گل کا جب وہاں سے تبادلہ ہوا تو اس لڑکی نے خودکشی کرلی اس کے رنج میں رحیم گل لکھتے ہیں کہ:

''جانے وہ کونسی ساعتِ سعید تھی جب ایک معصوم چہرہ میرے تصور میں ابھرا۔اس کی روشن پیشانی پر چیتا چیتا خون چمک رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں ہوں شہید محبت،شہیدِ وفا،میرا نام تن تارارا ہے۔میں نے اسی لمحے اس الہامی کفور سے وعدہ کیا کہ تجھے میں زندہ کردوں گا۔ ساری دنیا کو بتادوں گا کہ ناگاہل ایک آوارہ پری پہلی لڑکی تھی جس نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی تھی۔''(۶)

''تن تارارا'' کا موضوع محبت ہے۔رحیم گل نے محبت کے لافانی جذبے کوموضوع بنایا اوراسے امر کردیا۔

رحیم گل کا دوسرا ناول''پیاس کا دریا''ایک جنسی ناول ہے۔یہ ناول دوسال کے وقفے کے بعد۱۹۷۳ء میں شائع ہوا

ہے۔اس ناول میں بھی دوسرے ناولوں کی طرح محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ ایک کرداری ناول ہے۔اس میں دونوں طرح کے کردار موجود ہیں یعنی کہ متحرک اور سپاٹ کردار۔ان کرداروں کا ذکر رحیم گل نے اپنی آپ بیتی میں کیا ہے۔اس میں بھی کردار حقیقت پر مبنی ہیں۔اس میں مرکزی کردار ندیم کا ہے جو کہ رحیم گل خود ہیں اور شمسہ کا کردار بھی حقیقی ہے جس کے بارے میں رحیم گل نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے۔اس ناول میں لڑکی ندیم ر رحیم گل کی کتابیں پڑھتی ہے اور پھر خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر یہ سلسلہ محبت پر ختم ہوتا ہے۔اس ناول میں رحیم گل بڑے عجیب انداز میں معاشرے کی غلاظت کو پیش کرتا ہے کہ اکثر پیار کے چند لمحوں کا ثمر کوڑے دانوں یا گلی محلے کی گندی نالیوں میں پڑا ملتا ہے۔وہ مرد اور عورت کے جنسی تعلقات کی بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ فعل دو جسموں کی شراکت سے ہوتا ہے لیکن سزا صرف عورت کو ملتی ہے۔سماج کی طرف سے بھی اور فطرت کی طرف سے بھی:

> ’’عورت اور مرد جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ان کے تعلقات بوسے سے تجاوز کر جاتے ہیں تو فطرت صنف نازک کے کمزور کندھوں پر سارا بوجھ لا دیتی ہے۔‘‘(۷)

رحیم گل کا تیسرا ناول ’’زہر کا دریا‘‘ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا ہے، یہ ناول کمرۂ عدالت سے شروع ہو کر کمرۂ عدالت میں ہی اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔چونکہ یہ چند دنوں میں لکھا گیا ہے اس لیے کمزور ناول ہے۔رحیم گل نے یہ ناول ایک واقعہ سے متاثر ہو کر لکھا تھا۔لکھتے ہیں:

> ’’مجھے اپنا ایک گمشدہ مسودہ ملا، جو کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک واقعہ سے متاثر ہو کر لکھا تھا۔‘‘(۸)

رحیم گل کا چوتھا ناول ’’وہ اجنبی دنیا‘‘ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا ہے۔یہ ناول بھی محبت کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔یہ ایک ڈراما ناول ہے جس میں دو مرد کرداروں کی شادیاں ہوتی ہیں تو ایک ٹرین حادثے کے بعد دونوں کو اپنی بیویوں کی پہچان نہیں ہوتی اور نہ ہی بیویوں کو ہوتی ہے اس لیے دونوں ایک دوسرے سے بدل جاتی ہیں۔

۱۹۸۱ء میں شائع ہونے والا ’’جنت کی تلاش‘‘ رحیم گل کا پانچواں ناول ہے۔اس ناول میں رحیم گل نے اپنے قلم کا پورا زور استعمال کیا ہے۔مصنف نے اپنی ساری علمیت، ذکاوت، ذہانت، ادب فہمی، مطالعہ، تجربات، احساسات کو نچوڑ کر ’’جنت کی تلاش‘‘ میں گھلا دیا ہے یہ ناول ان کا نمائندہ ناول ہے بلکہ ادبی حلقوں میں ان کی پہچان بنا۔مستنصر حسین تارڑ ’’جنت کی تلاش‘‘ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ’’جنت کی تلاش‘‘ ایک بڑا ناول ہے اور رحیم گل اس میں ایک قادر الکلام مصنف کی طرح ابھرتا ہے۔‘‘(۹)

یہ ناول انھوں نے چھے سال میں مکمل کیا اور انہیں چھے سالوں کو وہ زندگی کا حاصل کہتے ہیں اسی ناول میں رحیم گل نے سفرنامے کی ایک نئی تکنیک دریافت کی ہے احمد ندیم قاسمی اس بارے میں لکھتے ہیں:

> ’’رحیم گل نے جنت کی تلاش میں سفرنامے کی ایک نئی صنف دریافت کرائی ہے۔‘‘(۱۰)

جنت کی تلاش بھی دوسرے ناولوں کی طرح رومانی ناول ہے لیکن اس کی خاص بات یہ ہے کہ رحیم گل نے اسے ایک

نئے انداز، نئے زاویے اور انوکھے تجربے کی صورت میں پیش کیا ہے۔اس ناول میں صرف شریروں کا ملنا ہے لیکن روحیں ایک دوسرے سے کوسوں دور ایک کردار زمین کا ہے تو دوسرا آسمان کا۔اس ناول کے کردار جدید معاشرے کی نوجوان نسل (جو تذبذب کا شکار ہے) کی نمائندگی کرتے ہیں۔ناول میں تین مرکزی کرداروں کو مثلث کے مثل بنایا ہے۔بقول مرزا ادیب:

''جنت کی تلاش'' مثلث ہے وسیم امتل اور عاطف کی۔وسیم اور امتل بڑے جاندار کردار ہیں زندگی آمیز، زندگی افروز، مگر اس کے مقابلے میں عاطف ایک بے جان کردار ہے۔''(۱۱)

ناول کا موضوع جدید دور کا ذہنی انتشار اور بے سمتی ہے۔جس طرح ہماری جدید نسل ایک منزل بے نشان کی جانب رواں دواں ہے، اس کی بہترین عکاسی رحیم گل نے اس ناول میں کی ہے۔احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

''جنت کی تلاش'' اردو زبان کا پہلا ناول ہے جس میں وہ گہری اور گھمبیر الجھنیں موضوع بنی ہیں جنہوں نے صدیوں سے بڑے بڑے حکیموں، داناؤں اور دانشوروں کو جستجوئے مسلسل میں مبتلا رکھا ہے۔''(۱۲)

سہیل احمد اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''جنت کی تلاش کا موضوع جدید عہد کے یہی نئے کردار ہیں جو افراتفری کے اس ماحول میں ذہنی سکون کی تلاش میں کسی گم شدہ جنت کی بازیافت کر رہے ہیں۔یہ وہی کردار ہیں جنہوں نے اپنے گرد کئی فصلیں کھڑی کر رکھی ہیں۔زنجیروں سے خود کو مقید کر رکھا ہے، وہ سینکڑوں بت تراش کر بھی محصور ہونے کا ماتم کر رہے ہیں۔''(۱۳)

جب کہ رحیم گل خود اس بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک بے چین روح کا سفر ہے جو عرفان کے لیے بھٹک رہی ہے:

''جنت کی تلاش ایک بے چین روح کا سفر ہے۔''(۱۴)

رحیم گل نے اس ناول میں وہ سب کچھ پیش کیا ہے جو کہ اس زندگی اور معاشرے سے ملا ہے۔اس ناول میں وہ تمام چیزیں، مشاہدات و تجربات ہو بہو نظر آتے ہیں جو کہ رحیم گل نے اپنی زندگی سے سیکھا ہے۔وسیم کا کردار خود رحیم گل کی غمازی کرتا ہے۔ناول میں وہ تمام تصورات بیان کیے گئے ہیں جو کہ ہر انسان کے دل میں ہوتے ہیں یا معاشرے کی ترجمانی کرتے ہیں۔رحیم گل نے اس کو امتل کے کردار کی توسط سے بیان کیا ہے۔ڈاکٹر ممتاز احمد خان جنت کی تلاش کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ناول ''جنت کی تلاش'' درحقیقت سچائی کی تلاش کا ناول ہے جس کا اظہار امتل کے ذریعے ہوا ہے۔''(۱۵)

مکالموں نے ناول میں بلا کی کشش پیدا کی ہے۔وسیم اور امتل کے مکالموں کے ذریعے ناول نگار نے فلسفہ، سائنس، معیشت، معاشرت طبقاتی کشمکش، موت، زندگی، سرمایہ داری، غرض ہر موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ناول کے آخر میں امتل زندگی کی طرف لوٹ آتی ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہر انسان نے ہر صورت زندگی کے ان تمام عوامل کا سامنا کرنا ہے جو انسان کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔انسان نے ان سب کو شکست دے کر جینا ہے امتل آخر میں کہتی ہے:

''وسیم صاحب! آج میں نے زندگی کو پا لیا ہے۔۔۔میں جان گئی ہوں کہ میں آپ سے

محبت کر سکتی ہوں ۔۔۔آ یئے واپس چلیں غار کی طرف نہیں، ہجوم کی طرف میں ایک انسان کو
جنم دینا چاہتی ہوں۔شاید وہ عرفان جو مجھے نہیں ملا وہی لے کر آ رہا ہو۔''(۱۶)

جنت کی تلاش اردو کے ان چند ناولوں میں سے ایک ہے جن کو ہم اردو ادب کے نمائندہ ناول کہہ سکتے ہیں۔ڈاکٹر اجمل بصراس ناول کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جنت کی تلاش اپنی اثر آفرینی منظر نگاری اور فنی تکمیل کے باعث اردو کا منفرد ناول مانا جاتا
ہے۔''(۱۷)

رحیم گل کا چھٹا اور آخری ناول ''وادی گماں میں''۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔یہ ایک فینٹسائی ناول ہے یہ ایک ایسے سیارے کے بارے میں ہے جہاں ہماری زمین سے دس ہزار سال آگے کی زندگی ہے، وہاں نہ نفرت ہے، نہ محبت، نہ غم، نہ موت بس خوشی ہی خوشی۔اس ناول میں رحیم گل نے ایک ایسی دنیا آباد کی ہے جو''آئیڈیل'' ہے جہاں انسان صرف انسان ہے کوئی ذات نہیں،کوئی طبقہ نہیں،کوئی امیر نہیں،کوئی غریب نہیں،سب کے سب برابر ہیں۔ناول کا مرکزی کردار''چنگیز'' ہے۔نویدا ے شیخ اس ناول کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وادئ گمان میں'' یہ ایک تخیلی اور تصوراتی ناول ہے۔اس کے مصنف کے اندر حیات انسانی
کا جو آئیڈیل پوشیدہ ہے۔ایک طرح سے یہ ناول اس کا منظر نامہ ہے۔''(۱۸)

ناول میں ادب سے تعلق رکھنے والوں کی نمائندگی چنگیز کے روپ میں کی گئی ہے۔

''تن تارارا'' کے بارہ ایڈیشن اور باقی ناولوں کے دو دو ایڈیشن اس بات کا ثبوت ہیں کہ رحیم گل کا اردو ناول کی دنیا میں ایک الگ مقام ہے۔''تن تارارا'' سے ان کا ناول کی دنیا میں سفر شروع ہو کر''وادی گماں میں'' پرختم ہوتا ہے۔اپنے ناول ''پیاس کا دریا'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں کہہ سکتا ہوں کہ جناب مرزا ادیب صاحب''صحرا نورد کے خطوط'' لکھ سکتے ہیں لیکن وہ
''پیاس کا دریا'' لکھنا چاہتے تو ناکام رہتے کیونکہ جو مواقع مجھے میسر رہے ہیں، مرزا کے مقدر
میں بھی نہیں تھے۔ جناب احمد ندیم قاسمی بھی یہ کام نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ بے حد شریف
النفس انسان تھے۔کم از کم جنسی بالغ نظری میں میری عمر شاید ان سے بڑی ہے۔ ہاں اگر
''منٹو'' زندہ ہوتے تو یہ کام ضرور کر سکتے تھے۔''(۱۹)

یہاں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ رحیم گل کو خود اس بات کا اندازہ تھا کہ میں جو تخلیق کر رہا ہوں وہ کیا ہے اور کس پائے کا ہے۔اعتبار ساجد اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''رحیم گل اپنی ذات میں فرد نہیں انجمن تھا۔''(۲۰)

یہ بات بالکل درست ہے کہ وہ ایک شخص نہیں انجمن تھا، ان کا انداز نہایت دلبرانہ ہے۔جنس پر انھوں نے لکھا لیکن اس انداز سے کہ مقدمے نہ چلیں۔وہ خود انسان ہیں اور انسان کو انسان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔یہ بات ان کی تحریروں میں صاف دکھائی دیتی ہے۔ان سب کے علاوہ ان کی ایک کتاب خاکوں پر مبنی''پورٹریٹ'' بھی بہت اہم شمار کی جاتی ہے۔

رحیم گل نے ادب میں علیحدہ سے شناخت دی۔اس کے علاوہ انھوں نے فلمی ادب میں بھی قیمتی اضافہ کیا تھا۔افسوس گلستان ادب کا یہ بہت ہی پیارا چراغ ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء کو اچانک گل ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ عنایت الرحمٰن صدیقی، بریگیڈیر (ریٹائرڈ)، ارباب سیف وقلم، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص:۱۶۹

۲۔ رحیم گل، داستان چھوڑ آئے، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۹

۳۔ رحیم گل، تن تارارا، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۱۵۷

۴۔ رحیم گل، داستان چھوڑ آئے، ص:۲۴۷

۵۔ اجمل بصر، ڈاکٹر، کوہاٹ میں اردو نثر کا ارتقا، مشمولہ: خیابان، ادبی وتحقیقی مجلّہ، پشاور: شعبۂ اردو، جامعہ پشاور، ۲۰۱۲ء، ص:۱۳۵

۶۔ رحیم گل، داستان چھوڑ آئے، ص:۲۹۴

۷۔ رحیم گل، پیاس کا دریا، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۲۸۹

۸۔ رحیم گل، زہر کا دریا، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۱

۹۔ مستنصر حسین تارڑ، بحوالہ افتخار الدین، احوال وآثار، مقالہ برائے ایم فل، اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، غیر مطبوعہ، ص:۶۸

۱۰۔ احمد ندیم قاسمی، دیباچہ: جنت کی تلاش، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ۱۹۸۸ء، ص:۱

۱۱۔ مرزا ادیب، اذکار وافکار، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، ۱۹۸۸ء، ص:۴۱۱

۱۲۔ احمد ندیم قاسمی، دیباچہ: جنت کی تلاش، رابعہ بک فاؤس، لاہور: ۲۰۰۹ء، ص:۷

۱۳۔ سہیل احمد، عہد جدید کے کچھ نئے مباحث اور ''جنت کی تلاش''، مشمولہ: خیابان'' تحقیقی وتنقیدی مجلّہ، شمارہ بہار، پشاور: شعبۂ اردو، جامعہ پشاور، ۲۰۰۷ء، ص:۵۶

۱۴۔ رحیم گل، جنت کی تلاش، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ۲۰۰۹ء، ص:۵

۱۵۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار، لاہور: فکشن ہاؤس ۲۰۱۲ء، ص:۱۳۴

۱۶۔ رحیم گل، جنت کی تلاش، ص:۴۴۰

۱۷۔ اجمل بصر، ڈاکٹر، کوہاٹ میں اردو نثر کا ارتقاء، مشمولہ: خیابان، تحقیقی وتنقیدی مجلّہ، شمارہ بہار، پشاور: شعبۂ اردو، جامعہ پشاور، ۲۰۱۲ء، ص:۱۳۵

۱۸۔ نویدا ے شیخ، وادیٔ گماں میں، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۸

۱۹۔ رحیم گل، پیاس کا دریا، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، ص:۶

۲۰۔ اعتبار ساجد، پھول ملبہ اور معمار، تن تارارا، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، س:۷

☆......☆......☆